قرآن خوانی اور ایصال ثواب

جسمیں قرآن وحدیث کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ
قرآن خوانی ، فاتحہ ، تیجہ ، چہلم اور برسی وغیرہ بدعاتِ
مروجہ کا ثواب مُردوں کو نہیں پہنچتا۔

ترتیب وتقدیم

مختار احمد ندوی

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی

ناشر

مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

* توجہ فرمائیں *

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب۔۔۔

* عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
* مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ[UPLOAD] کی جاتی ہیں۔
* متعلقہ ناشرین کی تحریری اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
* دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرو اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

** تنبیہ **

** کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الیکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

** ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

نشرواشاعت اور کتب کے استعمال سے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں :

ٹیم کتاب و سنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین کتاب	صفحہ
۱۔	قرآن کی فریاد	۴
۲۔	پیش لفظ	۵
۳۔	مسئلہ اہداء ثواب پر تحقیق نظر	۶
۴۔	ایصال ثواب کے مشروع طریقے	۶
۵۔	نیابت کا مشروع طریقہ	۱۰
۶۔	روزے میں نیابت کی دلیل	۱۱
۷۔	نیابت اور اہداء کا فرق	۱۲
۸۔	شبہات اور ان کا ازالہ	۱۴
۹۔	فاتحہ اور ایصال ثواب	۱۵
۱۰۔	مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی کا فتویٰ	۱۶
۱۱۔	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ	۱۶
۱۲۔	میت کے گھر کھانا کھانے کی روایت	۱۷
۱۳۔	قبروں پر قرآن خوانی اور ایصال ثواب	۱۸
۱۴۔	مقدمہ از علامہ شیخ احمد بن حجر	۲۴
۱۵۔	نزول قرآن کا مقصد	۲۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین کتاب	صفحہ
۱۶۔	کیا قرآن خوانی کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے؟	۳۵
۱۷۔	قبروں کی زیارت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا معمول	۳۵
۱۸۔	انسان مرنے کے بعد کن چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے	۳۷
۱۹۔	مفسرین کے اقوال	۳۹
۲۰۔	ائمہ حدیث کے اقوال	۴۷
۲۱۔	ائمہ مذاہب اربعہ کے اقوال	۴۹
۲۲۔	علماء اصول کے اقوال	۵۳
۲۳۔	بعض بدعات کا بیان: فاتحہ خوانی	۵۶
۲۴۔	مزاروں پر قرآن کی تلاوت	۵۶
۲۵۔	برسی و چالیسویں کی بدعت	۵۶
۲۶۔	قبروں پر اجتماع	۵۷
۲۷۔	شبینہ	۵۸
۲۸۔	قرآن سے عملیات	۵۸
۲۹۔	سورہ کہف کی تلاوت کا مخصوص طریقہ الفاتحہ کی بدعت	۵۹
۳۰۔	سواری روانہ ہونے کے وقت الفاتحہ کی بدعت	۶۱
۳۱۔	قرآن کی تعویذ	۶۲
۳۲۔	قبروں پر نذر و ذبیحہ اور ختم قرآن	۶۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی فریاد

از ماہر القادری

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں،آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں ، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر وریشم کے ، اور پھُول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جب قول وقسم لینے کے لئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت ہوتی ہے ہاتھوں پہ اُٹھایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں، کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں ، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں
مجھ سے یہ محبت کے دعوے ، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مُجھے رسوا کرتے ہیں ،یوں بھی میں ستایا جاتا ہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

قرآن خوانی کے ذریعہ مُردوں کو ثواب پہنچانے کا رواج تقریباً ہر جگہ عام ہو گیا ہے، وزراء اور سلاطین اور مُلک کی بڑی شخصیتوں کی شہادت اور وفات کے موقع پر اس ملک کا ریڈیو اپنے مقررہ پروگراموں کو چھوڑ کر تلاوت نشر کرنے لگتا ہے۔ عوام اپنے مُردوں کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی مجلس مقرر کرتے ہیں اور حاضرینِ مجلس میں سے ہر شخص یا مخصوص پیشہ ور قرآن خواں جیسے تیسے قرآن ختم کر کے اس کا ثواب میّت کو پہنچانے کی دعا مانگتے ہیں۔

اس رسم نے اب پیشہ کی شکل اختیار کر لی ہے اور ''میلاد خواں'' کی طرح ''قرآن خواں'' بھی اب ہر جگہ بسہولت پائے جاتے ہیں اور قرآن خوانی کی اجرت بھی قرآن خوانوں کی حیثیت کے مطابق گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ قبرستانوں میں پیشہ ور ''قرآن خوانوں'' کی مستقل جماعت موجود رہتی ہے۔ یتیم خانوں اور مدارس دینیہ کے مسکین طلبہ نیز حفاظ وقراء کی روزی کا ایک مخصوص ذریعہ ''قرآن خوانی'' بھی بن گیا ہے۔ اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ بڑے بڑے دینی مدارس اور بین الاقوامی شہرت رکھنے والے دارالعلوم بھی آئے دن قرآن خوانی اور ختم خواجگان کی مجلس منعقد کرتے رہتے ہیں۔

ایسی حالت میں خرافات کی اس آندھی کا روکنا اور سیلِ بدعت پر بند باندھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسان کام نہیں۔اس رسالے میں قرآن خوانی کی مروجہ رسم پر بڑی سیر حاصل اور جامع بحث کی گئی ہے اگر تعصب اور جذبات سے عاری ہوکر سنجیدگی سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو انشاءاللہ حق وضلالت کا فرق واضح ہو جائے گا۔

مسئلہ اہداء ثواب پر تحقیقی نظر:

قرآن خوانی کے موضوع پر غور کرنے سے قبل اگر ان چند ابتدائی اور تمہیدی حقائق پر نظر رکھی جائے تو ان شاءاللہ مسئلہ کی حقیقت بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

ا- میت کو ثواب پہنچانے کے لئے آنحضرت ﷺ نے جن امور کی ہدایت فرمائی ہے ان میں قرآن خوانی کا ذکر کہیں نہیں، اور نہ ہی اس کا وجود عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں ملتا ہے، جتنی اہمیت اس مسئلے کو اب دے دی گئی ہے خیرالقرون میں اتنا ہی یہ غیر اہم تھا اور جتنا چرچا اس کا اب ہوگیا ہے اتنا ہی عہد نبوی اور عہد صحابہ میں یہ گمنام اور مجہول تھا، اگر اس کی ذرا بھی شرعی حیثیت اور اہمیت ہوتی تو اس کی بابت شارع علیہ السلام کا ارشاد ضرور ہوتا۔

ایصال ثواب کے مشروع طریقے:

میت کو ثواب پہنچانے کے جتنے مشروع طریقے کتاب وسنت سے ثابت ہیں ان میں قرآن خوانی کا ذکر نہیں ملتا۔ ایصالِ ثواب کے تین ہی مشروع طریقے ثابت ہیں: دعا، صدقہ جاریہ اور نیابت۔

ا۔ دعا کی بابت تو سب کا اتفاق ہے کہ میت اگر کافر ومشرک نہ ہو تو اس کیلئے دعا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنی مسنون ہے اور ولد صالح کی دعا والدین کے لئے صدقۂ جاریہ ہے، مومن کی دعا دوسرے مومن بھائی کے لئے قبول ہوتی ہے۔ اخلاف کی دعا اسلاف کے حق میں منصوص امر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿**وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِم يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِر لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالإِيمَانِ وَلاَ تَجعَل فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ**﴾ (الحشر:۱۰)۔

ترجمہ: اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب بخشدے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کینہ نہ بنا۔ اے ہمارے رب بیشک تو مہربان رحم والا ہے۔

اور ہراذان کے بعد امت مسلمہ آنحضرت ﷺ کے لئے اللہ سے وسیلہ، فضیلت اور مقام محمود کی دُعا کرتی ہے۔ غرض زندوں کی طرف سے مُردوں کے لئے بہترین تحفہ ''دعا'' ہے۔

۲- صدقۂ جاریہ: یعنی مومن اپنی زندگی میں ایسا کام کر جائے جس سے وفات کے بعد اس کو فائدہ پہنچے۔ بخاری، مسلم اور ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث کو جمع کرنے سے ایسے صدقات جاریہ کی تعداد دس تک پہنچتی ہے: (۱) علم سکھانا (۲) نیک بچے کی دعا (۳) قرآن مجید چھوڑ جانا (۴) مسجد بنوانا (۵) سرائے تعمیر کرنا (۶) نہر جاری کرانا (۷) کوئی صدقہ جو حیات اور صحت کی حالت میں کیا ہو (۸) مُردہ سنت کو زندہ کرنا (۹) جہاد میں مرنا (۱۰) درخت لگانا یا کھیتی بونا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثواب جاریہ کے متعلق مسلم کی اس مشہور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد صرف تین ہی چیزوں کا ثواب میت کو پہنچتا ہے: ﴿**إِذَا مَاتَ الإِنسَانُ انقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِن ثَلاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَو عِلمٍ يُنتَفَعُ بِهِ اَو وَلَدٍ صَالِحٍ يَدعُو لَهُ**﴾

''جب انسان مرجائے تو اس کا عمل بند ہو جاتا ہے صرف تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقۂ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، صالح اولاد جو اس کے واسطے دعا کرے''۔

صدقۂ جاریہ میں مذکورہ بالا سب صورتیں شامل ہیں، صرف دعا صدقۂ جاریہ کے بجائے شفاعت کی قسم میں داخل ہے کہ جب بھی دُعا کی جائے گی میت کو ثواب پہنچے گا۔

۳- ایصال ثواب کی تیسری قسم نیابت ہے یعنی میت کی طرف سے کوئی شخص نائب ہو کر کام کرے، اس سلسلے میں حسب ذیل امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے:

(الف) نائب کے اندر نیابت کی اہلیت موجود ہو، احادیث نیابت میں یا تو بچے کا ذکر ہے یا ولی کا یا قریبی کا، اجنبی کی نیابت کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں۔

(ب) نیابت صرف مسلم کی طرف سے کی جا سکتی ہے۔

(ج) صحیحین میں صرف دو چیزوں میں نیابت کا ذکر ہے حج اور روزہ دیگر عبادات میں نیابت ثابت نہیں۔

تعبدات شرعیہ میں کوئی شخص دوسرے شخص کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، مکلّف کی جگہ غیر مکلّف کام نہیں دے سکتا، نہ محض نیت کرنے سے اس کا عمل منتقل ہو سکتا ہے، نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہبہ کرنے سے ثابت ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) ﴿اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزرَ اُخریٰ﴾ (النجم:۳۸)

ترجمہ: یہ کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

(۲) ﴿وَاَن لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعیٰ﴾ (النجم:۳۹) اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

نیز نیابت کا یہ عمل عقل اور حکمت کے بھی خلاف ہے، کیونکہ بندگی کی روح تقویٰ اور اخلاص ہے، عجز وانکساری خشوع وخضوع حضور قلب اور انابت الی اللہ یہ سب صفات عامل کے ساتھ مخصوص ہیں، کیونکہ یہ دل کے اعمال ہیں جو صاحب دل ہی کے ساتھ متصف ہو سکتے ہیں، اس لئے نائب کسی طرح کبھی وہ قلبی کیفیات اپنے اندر نیابت کے وقت پیدا نہیں کرسکتا جو منوب عنہ کے ساتھ مخصوص ہیں، یہ تو ممکن ہے کہ مالی عبادات میں کوئی دوسرے کی طرف سے زکوٰۃ اور قرض ادا کر کے منوب عنہ کو سبکدوش کر دے لیکن دیگر عبادات میں تو اس قسم کی نیابت ممکن ہی نہیں، کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہے نائب ان میں نیابت کر ہی نہیں سکتا۔

اگر نیابت عبادات بدنیہ میں جائز ہوتی تو اعمال قلبیہ میں بھی درست ہونی چاہئے جیسے ایمان، صبر، شکر، رضا، توکل، خوف، رجا وغیرہ اور اگر یہ سلسلہ اسی طرح دراز ہوا تو سارا دین ہی نیابت پر چل سکتا ہے۔ پھر نہ فرد کے ایمان کی اہمیت، نہ اعمال کے لئے ریاضت کی حاجت، نہ صبر واستقامت کی ضرورت، بس سارے امور دین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیابت اور وکالت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ذریعہ طے پاتے رہیں گے۔ اسی طرح نہ اصل قاتل سے قصاص کی ضرورت نہ اصل مجرمین پر حدود کے اجراء کی، بس نائبین کافی رہیں گے۔

نیابت کا مشروع طریقہ:

نیابت کی بابت صحیح احادیث کے مجموعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف حج اور روزہ میں نیابت جائز ہے باقی امور میں نہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنوجہینہ کی ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی اور حج کئے بغیر مرگئی، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتی، اللہ کا حق ادا کرو اللہ اپنے حق کے وفا کا زیادہ مستحق ہے۔

مسلم کی روایت میں حج کے علاوہ ایک ماہ کے روزے کا بھی ذکر ہے۔

زندہ کی طرف سے نیابت کے لئے اس کے عجز اور عدم استطاعت کی شرط ضروری ہے یعنی آدمی زندہ ہو لیکن اتنا مجبور و معذور ہو کہ اپنا فرض خود پورا نہ کرسکتا ہو اپنی زندگی ہی میں کسی کو نائب بنا کر فرض کی ادائیگی سے سبکدوش ہوسکتا ہے جیسا کہ بخاری میں ہے کہ ایک عورت نے کہا میرے باپ پر حج فرض ہے، لیکن وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتے کیا میں اپنے والد کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صورت کو حج بدل کہا جاتا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ حج بدل کرنے والا شخص پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ جیسا کہ ابوداود میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص سے سُنا کہ وہ کہہ رہا ہے ''**لَبَّیْکَ عَنْ شُبْرُمَۃَ**'' شبرمہ کی طرف سے میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ میرا بھائی یا میرا قریبی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا تو نے اپنا حج ادا کیا؟ اس نے کہا، نہیں۔ فرمایا: پہلے اپنا حج ادا کرو پھر شبرمہ کا کرنا۔

اگر اولاد والدین کی طرف سے ان کی وصیت یا بغیر وصیت کے حج کرے تو جائز ہے اسی طرح والدہ یا والد نے صدقہ دینے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے اور فوت ہوگئے ہیں تو اولاد کو ان کی طرف سے صدقہ دینا چاہیئے۔ البتہ حج بچے کے سوا دوسرے کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے۔

روزے میں نیابت کی دلیل:

حج کی طرح روزے میں بھی نیابت جائز ہے۔ البتہ اس میں ضروری ہے کہ منوب عنہ کی وفات ہوچکی ہو۔ زندہ شخص کی طرف سے روزہ رکھنے کی اجازت ثابت نہیں۔

بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا، یارسول اللہ! میری ماں مرگئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں کیا میں اپنی ماں کی طرف سے سب قضا روزے ادا کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو مر جائے اور اس پر روزے ہوں، اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ بعض اہل ظاہر قضا روزوں کے وجوب کے قائل ہیں۔ اہلحدیث کا مسلک بھی یہی ہے کہ میت کی طرف سے روزے رکھے جا سکتے ہیں۔

نیابت اور اہداء کا فرق:

بعض حضرات ایصالِ ثواب کے ثبوت میں حج بدل نیز روزہ اور صدقہ والی احادیث کا ذکر کرتے ہیں جبکہ نیابت اور اہداء میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نیابت میں عامل اپنے آپ کو دوسرے شخص کے قائم مقام قرار دیتا ہے مثلاً حج جس میں یوں کہتا ہے '' **لَبَّیکَ عَن فُلاَنٍ** '' اے اللہ میں فلاں شخص کی طرف سے حاضر ہوں، یا دل میں نیت کرے کہ میں فلاں کی طرف سے حج کر رہا ہوں۔ اور اہداء ثواب کی صورت یہ ہے کہ حج اپنی طرف سے کرے اور بعد میں کہے یا اللہ میرے اس حج کا ثواب فلاں شخص کو دے۔ پہلی شکل تو ثابت اور منصوص ہے، دوسری شکل بقول مولانا اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ بدعت حقیقیہ ہے۔ چنانچہ '' **ایضاح الحق الصریح فی احکام المیّت والضریح** '' میں لکھتے ہیں کہ: ''زندوں کا مُردوں کو عبادت کا ثواب بخشنا بدعت حقیقیہ ہے بخلاف مالی عبادات میں نیابت کے کہ وہ اصل میں صحیح ہے''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ بھی عبادات میں حج اور صدقہ کے سوا ایصال ثواب کے قائل نہیں۔

علماء حنابلہ بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

(وقال شیخنا لم یکن من عادة السلف إهداء ذلک إلی موتیٰ المسلمین بل کانوا یدعون لهم فلا ینبغی الخروج عنهم) الخ .

''مُردوں کو ثواب بخشنا اہل سلف کا دستور نہ تھا وہ صرف ان کے لئے دعا کرتے تھے لہٰذا اُن کے طریقہ سے نکلنا جائز نہیں''۔

نیز موافقات میں علامہ ابو اسحاق کا یہ قول کتنا جامع ہے کہ ''اہداء ثواب کے منع کی دو وجہیں ہیں:

اول: شریعت میں مال کے ہبہ کا ثبوت ہے ثواب کے ہبہ کا نہیں۔ جب اہداء ثواب کی کوئی دلیل ہی نہیں تو اس کا قائل ہونا بھی غلط ہے۔

دوم: ثواب اور عقاب شارع علیہ السلام کے مقرر کردہ ہیں نیز جزاء عمل کے تابع ہے، جیسا عمل ویسی جزاء، ﴿**جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعمَلُونَ**﴾

''بدلہ ہے اس کا جو وہ عمل کرتے تھے''۔

اس میں عامل کو کوئی اختیار نہیں۔

سوم: ثواب اللہ کا فضل وانعام ہے عامل کو اس میں تصرف کا کوئی اختیار نہیں، لہٰذا اپنے عمل کے ثواب کو کسی دوسرے کے لئے ہدیہ اور ہبہ کرنے کا عامل کو حق نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہات اوران کا ازالہ:

کسی بھائی کو یہ شبہہ نہ ہونا چاہئے کہ ثواب کی طرح مال بھی اللہ کا فضل ہے، اور جب مال کا ہبہ کرنا جائز ہے تو ثواب کا ہبہ کرنا بھی جائز ہونا چاہئے۔ چونکہ یہ شبہہ حقیقت کے خلاف ہے، اس لئے کہ مال تو ایک محسوس ومقبوض اور قابلِ انتقال چیز ہے، ایک کے قبضہ سے لے کر دوسرے کے قبضے میں دی جاسکتی ہے، لیکن ثواب تو غیر محسوس اور غیر مرئی شے ہے اور قلب کی اس کیفیت کے تابع ہے جو عامل کو عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ لہذا اس کا انتقال ممنوع ومحال ہے۔ اس لئے ثواب کو مال پر قیاس کرنا ہی قیاس مع الفارق ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جزاء عمل کے تابع ہے، لیکن عامل کو جزاء سے انتفاع اور استمتاع کا حق ہے نہ کہ انتقال و ہبہ واہداء کا۔ اس فرق کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہئے تاکہ خلط بحث نہ ہو۔

اسی طرح یہ کہنا کہ نبی ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور اس کا ثواب امت مرحومہ کو پہنچایا، تو یہ قیاس بھی بے محل اور غلط ہے، اس لئے کہ اول تو قربانی ایک مالی صدقہ ہے جس میں نیابت جائز ہے اور آنحضرت ﷺ کی حیثیت اُمت کے لئے ایسی ہے جیسے گھر والوں کے لئے قیم اور ولی کی، جس طرح ایک مرد اپنے پورے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرسکتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی اور اپنے آل اور اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی، اس کا حق تو سب سے زیادہ آپ ہی کو پہنچتا تھا، آپ ﷺ سب سے اولیٰ ہیں، جیسا کہ قرآن میں ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلنَّبِیُّ اَولیٰ بِالمُؤمِنِینَ مِن اَنفُسِهِم﴾ (الاحزاب:٦)

''نبی مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ اولیٰ ہیں''۔

اس حدیث سے اہداء ثواب پر استدلال کرنا غلط اور بے محل ہے، کیونکہ اس سے نیابت ثابت ہوتی ہے نہ کہ اہداء، نیابت اور اہداء دو الگ چیزیں ہیں۔ رہا میت کی طرف سے قربانی کا جواز تو احادیث سے ثابت ہے، خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی طرف سے وہ قربانی کیا کریں۔ اُمت کا آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے، اہداء ثواب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

فاتحہ اور ایصالِ ثواب:

کچھ لوگ مروجہ رسمِ فاتحہ کے ثبوت میں **ھدایة الحرمین** میں منقول فتاویٰ اوزجندی کے حوالہ سے یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صاجزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے، تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خشک کھجور اور دودھ جس میں جو کی روٹی تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے، آپ ﷺ نے اس پر سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین بار پڑھی، پھر ہاتھ اٹھا کر دُعا کی اور منہ پر ہاتھ پھیرا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تقسیم کر دو میں نے اس کا ثواب اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا ہے۔

یہ سارا قصہ سراسر موضوع اور من گھڑت ہے، بلکہ موجودہ رسم تیجہ کو سامنے رکھ کر کمال ہوشیاری سے اس کو سجایا گیا ہے جس کی نہ کوئی اصل ہے نہ ثبوت، **ھدایة**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحرمین والے نے بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔

مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کے فتاویٰ جلد دوم ص ۳۶۲ میں اس قصہ کی بابت ایک استفسار اور اس کا جواب موجود ہے جس کو ثبوت کے لئے یہاں بتامہ نقل کیا جاتا ہے:

استفتاء:

س: ہم نے ھدایۃ الحرمین میں دیکھا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کے سوم اور دسویں وبیسویں وچہلم وغیرہ میں چھوہارے وغیرہ پر فاتحہ دیا اور اصحابوں کو کھلایا پس فی زماننا پھول پان وغیرہ کرنے سے چہلم ودسویں وبیسویں میں مانع ہوتے ہیں کیسا ہے؟

ھوالمصوب: یہ قصہ جو ھدایۃ الحرمین میں لکھا ہے محض غلط ہے، کتب معتبرہ میں اس کا کوئی نشان نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ الراجی غفرلہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحئی تجاوزعن ذنبہ الجلی والخفی

مہر

محمد عبدالحئی
ابوالحسنات

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا قصہ

ابوداود میں ہے کہ ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابلّہ شہر والوں کو کہا: کون شخص اس بات کا عہد کرتا ہے کہ وہ میرے لئے مسجد عشار میں چار رکعت پڑھے اور یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہے کہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے ہے''۔

اس قصہ سے ایصال ثواب کا ثبوت پیش کرنا کئی وجہ سے غلط ہے: اول: تو یہ روایت ہی نہایت ہی ضعیف ہے اور نا قابل استدلال ہے، اس میں ابراہیم بن صالح بن درہم ایک راوی ضعیف ہے- دوم: اس میں ایصال ثواب نہیں بلکہ نیابت ہے اور وہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حکم اور وصیت پر، لہٰذا نیابت کو اہداء پر قیاس نہیں کرنا چاہئے۔

ابوداود میں ہے: ایک مرد نے کہا، میری ماں مرگئی ہے اگر صدقہ کروں تو اس کے لئے مفید ہوگا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔ پھر اس نے ایک باغ صدقہ کردیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ناگہاں مرگئی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو صدقہ کرتی۔ کیا اس کی طرف سے کفایت کرے گا؟ فرمایا: ''ہاں''۔ پہلی روایت میں یہ بھی ہے کہ ''اگر وہ کلام کرتی تو صدقہ کرتی''۔

یہ حدیثیں اولاد کے بارے میں ہیں اور ان سب میں نیابت کی صورت متحقق ہے یہ دونوں عورتیں صدقہ کا پختہ ارادہ کرچکی تھیں، اگر ان کو فرصت ملتی تو صدقہ کرتیں۔ لہٰذا ان کی اس نیت کو اُن کی اولاد نے نائب بنکر پوری کیا، ایسی نیابت جائز اور ثابت ہے لیکن اس حدیث سے اہداء ثواب کا کچھ تعلق نہیں۔

میت کے گھر کھانا کھانے کی روایت:

بعض لوگوں نے دفن کے بعد میت کے گھر جمع ہو کر کھانا کھانے کے جواز میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکوٰۃ باب المعجزات کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک میت کے دفن سے واپس ہوئے، تو میت کی بیوی نے آپ کو کھانے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرمایا اور آپ ﷺ نے بھی کھایا اور دوسرے لوگوں نے بھی۔ یہ حدیث صحیح ہے، بیہقی اور ابوداود دونوں نے نقل کیا ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ دعوت دینے والی عورت میت کی بیوی تھی، بلکہ وہ ایک عام قریشی عورت تھی، اصل شبہہ لفظ ''ہ'' کی ضمیر کی زیادتی سے پیدا ہوا ہے یعنی ''**دَاعِي امرَأةٍ**'' (ایک عورت کا داعی) کے بجائے کاتب نے غلطی سے ''**دَاعِي امرَأتِهِ**'' (یعنی میت کی بیوی کا داعی) لکھ دیا ہے۔ ابوداوٗد۔

اور جہاں بھی یہ روایت منقول ہے ہر جگہ ''**دَاعِي امرَأة**'' ہی ہے ''**دَاعِي امرَأتِهِ**'' کاتب کا سہو ہے اور ایک صحابیہ سے یہ توقع نہیں کہ ایک فعل بدعت کا ارتکاب کرے کیونکہ میت کے گھر جمع ہو کر کھانا کھانا فعل جاہلیت ہے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث صحیح میں اس کو نوحہ کہا گیا ہے جو فعل حرام اور قابل لعنت ہے۔ اس حدیث سے میت کے لئے اہداء ثواب پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الجنائز مولفہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارکپوری رحمہ اللہ ص ۸۷ تا ۹۱۔

قبروں پر قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا بیان

مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ نے کتاب الجنائز میں لکھا ہے کہ ''امام نووی نے اپنی کتاب ''اذکار'' میں لکھا ہے کہ محمد بن احمد المروزی نے کہا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے احمد بن حنبل سے سنا وہ کہتے تھے: جب تم قبرستان میں جاؤ تو سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور قل ھواللہ احد پڑھو اور اس کا ثواب مُردوں کو بخشو، مردوں کو ثواب پہنچے گا۔ بعض اہل علم نے امام احمد سے اس کے ثبوت کا انکار کیا ہے، امام احمد کے علاوہ اور اہل علم نے بھی زیارت قبور کے وقت ان سورتوں اور بعض اور سورتوں کو پڑھنے اور اُن کا ثواب مردوں کو بخشنے کو لکھا ہے، مگر باوجود تلاش کثیر کے اس بارہ میں کوئی حدیث مرفوع صحیح نظر سے نہیں گذری اور جو مرفوع حدیثیں اس بارے میں نقل کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔

ازانجملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو ابو محمد سمرقندی نے فضائل **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قبروں کے پاس سے گذرے اور قل ھواللہ احد گیارہ بار پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشے، تو بقدر تعداد مردوں کے اس کو ثواب دیا جائے گا۔ اور ازانجملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو ابوالقاسم زنجانی نے اپنے فوائد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قبرستان میں جائے پھر سورہ فاتحہ اور **اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ** پڑھے پھر کہے یا اللہ! جو میں نے تیرا کلام پڑھا ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن اور مسلمان مردوں کو بخشدیا، تو وہ مردے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کریں گے۔ اور ازانجملہ ایک وہ حدیث ہے جو خلال کے شاگرد عبدالعزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ مردوں سے تخفیف کرتا ہے۔ ازانجملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو قرطبی نے اپنے تذکرے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب کوئی مومن آیۃ الکرسی پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب کی ہر قبر میں نور داخل کرتا ہے اور ان کی خوابگاہوں کو وسیع کرتا ہے اور پڑھنے والے کو ساٹھ نبی کا ثواب دیتا ہے اور ہر میت کے مقابلہ میں اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر میت کے مقابلہ میں اس کے واسطے دس نیکیاں لکھتا ہے۔ یہ چاروں حدیثیں ایصالِ ثواب کے بارے میں بہت مشہور ہیں، اکثر علماء ایصالِ ثواب کے بارے میں ان کو نقل کرتے ہیں، مگر یہ سب ضعیف ہیں اہل علم نے ان کے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہے، لیکن حافظ سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ان کا مجموعہ بتلاتا ہے کہ ان کی کچھ اصل ہے۔ انتہی کتاب الجنائز صفحہ ۱۰۳-۱۰۴۔

ان احادیث میں دو مسئلے ذکر ہوئے ہیں: قبرستان میں قرآن پڑھنا، مردوں کو قرآن کا ثواب بخشنا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قبرستان میں قرآن پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے، جمہور سلف اور قدیم اصحابِ احمد کا یہی مذہب ہے۔ ایک روایت امام احمد سے ہے کہ بدعت ہے، بعض حنابلہ مکروہ نہیں سمجھتے۔ کتاب الفروع میں ہے کہ مردوں کو قرآن کا ثواب بخشنا بھی مختلف فیہ ہے، امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا اور امام احمد اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک پہنچتا ہے۔ امام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعی رحمہ اللہ نے عدم وصول پر قرآن سے استدلال کیا ہے۔ جامع البیان میں ہے: ﴿**وَاَن لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلاَّ مَا سَعیٰ**﴾ **لا یثاب احد بفعل غیرہ۔**
''انسان کے لئے صرف وہی ہے جو اس نے کوشش کی''، یعنی دوسرے کے فعل پر کسی کو ثواب نہیں پہنچتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے اسی سے استدلال کیا ہے کہ قرآن کا ثواب مُردوں کو نہیں پہنچتا، نیز حدیث: ﴿**اِذَا مَاتَ الاِنسَانَ انقَطَعَ عَمَلُہُ اِلاَّ مِن ثَلاَثٍ**﴾
ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، صرف تین چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔

یہ حدیث اور آیت بعمومہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اہداءِ ثواب باطل امر ہے۔ جن حدیثوں کو شیخ جلال الدین سیوطی نے نقل کر کے ضعیف کہا ہے وہ ان ادلّہ قطعیہ کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ اہداء ثواب پر کوئی دلیل نہیں۔

یہ ساری تفصیلات رسالہ ''اہداء ثواب'' مولفہ محمد صاحب گوندلانوالا سے ماخوذ ہیں۔

قرآن خوانی اور ایصال ثواب سے متعلق مندرجہ بالا دلائل سے آپ پر اچھی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ عبادات بدنیہ جیسے تلاوتِ قرآن اور نماز وغیرہ کا ثواب میت کو پہنچنا کسی صحیح حدیث صریح سے ثابت نہیں اور جو روایتیں عبادات بدنیہ کے ثواب کے پہنچنے کے بارے میں نقل کی جاتی ہیں، وہ سب ضعیف اور نا قابلِ وثوق ہیں۔

افسوس ہے کہ قرآن خوانی کی یہ رسم علماء کی بے حد توجہی کی وجہ سے اب عوام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وخواص میں اتنی رائج اور عام ہوگئی ہیں کہ اس کے خلاف عوام مشکل ہی سے کچھ سننا پسند کرتے ہیں، لیکن **فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ** کے بمصداق اس رسم باطل کے خلاف ہم حق کی آواز بلند کررہے ہیں، امید ہے یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی اور ہماری یہ تحریری کوششیں انشاءاللہ مؤثر اورنتیجہ خیز ثابت ہونگی اور جولوگ بھی تعصب اور ہویٰ سے پاک ہوکراس کا مطالعہ کریں گےان کا جذبۂ حق اورآزاد ضمیرانہیں قبولتِ حق پر مجبورکرے گا۔**وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ**۔

کچھ رسالے کی بابت:

حکومت مصر کی وزارت اوقاف نے میت کے لئے قرآن خوانی اور جنازہ سے متعلق دوسری بدعات کے رداوراصلاح کے لئے علماء ازہر کی کمیٹی مقرر کی تھی ،جس کے رکن رکین استاذ محمد احمد عبدالسلام نے کمیٹی کے مشورہ پرایک رسالہ ''**حکم القراءة للاموات هل يصل ثوابها اليهم**'' مرتب کیا جوطبع ہوکر بڑی تعداد میں تقسیم ہوا۔قرآن خوانی کا یہ رسالہ دراصل اسی عربی رسالہ کا اردو ترجمہ اور تلخیص ہے اور مقدمہ میں ہم نے مشہور محدث مولانا محمد صاحب گوندلانوالہ کے رسالہ'' اہداء ثواب'' کا خلاصہ پیش کردیا ہے، نیز مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ کی تحقیقات سے بھی پورا استفادہ کیا ہے اس کتاب کو استاذ العلماء مخدوم ومحترم مولانا عبیداللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری نے مطالعہ فرما کر جابجاتصحیح فرمائی ہے،**فجزاهم الله خيراً** ۔دُعاہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کوعوام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہدایت کا بہتر ذریعہ بنائے اور مولف ومترجم ومصحح سب کی محنتوں کو قبول فرمائے آمین۔

مختار احمد سلفی ندوی

مدیر الدار السّلفیہ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۶ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

از علامہ احمد بن حجر قاضی محکمہ شرعیہ قطر

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُم عَنهُ فَانتَهُوا﴾ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ آلِهِ وَصَحبِهِ وَسَلَّمَ۔

آپ نے رسالہ "**اهداء القراة للاموات**" پر حاشیہ اور تبصرہ لکھنے کی مجھ سے فرمائش کی ہے، معلوم ہو کہ یہ رسالہ اپنے موضوع پر کافی ہے اور مولف نے قرآن خوانی کا ثواب مردوں کو نہ پہنچنے کے بعض دلائل اور مذاہب اربعہ کا ذکر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ مردوں کو ثواب پہنچانے کے لئے مروجہ قرآن خوانی کی رسم ''بدعت ہے'' اور جس نے کتاب وسنت کی ذرا بھی مہک سونگھی ہوگی اس کو خوب معلوم ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ اور ائمہ معتبرین سے اس کی بابت کچھ بھی ثابت نہیں اور ایصال ثواب یا قبروں پر قرآن خوانی کو جائز قرار دینے والے کوئی واضح دلیل بھی نہیں پیش کرتے اور وہ محض گذشتہ فقہاء کے اس قول کو پکڑے بیٹھے ہیں کہ ہر قسم کے عمل وطاعت کا ثواب مُردوں کو ہدیہ کرنا جائز ہے۔ لفظ ''کل'' تو عموم پر دلالت کرتا ہے جس میں ہر قسم کے عمل شامل ہیں۔ بس اس کی آڑ لے کر بعد والوں نے اس میں مزید وسعت دیدی اور دین میں وہ باتیں داخل کر دیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے اور اس مسئلہ کو میت کی طرف سے حج کرنے کی نیابت پر اور بعض مذاہب کے مطابق روزے کی قضا پر قیاس کر بیٹھے، (جیسے امام شافعی رحمہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا قدیم قول اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب، نذر کے روزوں کی قضا کی بابت اور جو لوگ بعد میں آتے گئے وہ فلاں شیخ، فلاں عالم کے قول اور فلاں کے حاشیہ کو دلیل بنالیا اور یہ بات بھول گئے یا بھلا دی کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت صحیحہ یا حسنہ کے سوا کوئی دوسری چیز دلیل و حجت نہیں بن سکتی۔

رہے علماء کے اقوال تو وہ چاہے کتنے ہی بڑے فاضل کیوں نہ ہوں اور علم کے کتنے ہی اونچے مقام پر فائز کیوں نہ ہوں، اُنکی صرف وہی بات قبول کی جائے گی جو کتاب وسنت کے موافق ہو اور اس کے بعد ان کی خطا وصواب دونوں پر اجر ملے گا، حق وصواب کے مطابق کہنے والوں کو دوہرا اجر اور خطا کرنے والوں کو اکہرا لیکن جن باتوں میں انہوں نے خطا کی ہو ان میں ان کی تقلید جائز نہیں اور یہ وہی قاعدہ ہے جس کی طرف ہم نے پہلے اشارہ کر دیا ہے کہ مسئلہ اہداء ثواب کو وضع کرنے والوں نے خطا کی ہے، چاہے وہ کتنا ہی بڑا عالم رہا ہو، اس لئے کہ قرآن کا پڑھنا عبادت ہے اور عبادت توقیف پر مبنی ہوتی ہے یعنی خود ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ جائز ہے اور یہ مستحب اور یہ واجب، بلکہ وہی کہیں گے جو اللہ نے فرمایا اور جو اس کے اللہ رسول ﷺ سے ثابت ہے اور چونکہ میت کی طرف سے حج کرنے کی بابت صحیح حدیث وارد ہے اور اسی طرح روزے کے بارے میں بھی، تو ہم نے اس کے متعلق اثبات میں کہا اور جس کے بارے میں صحیح حدیث وارد نہیں جیسے نماز اور قرآن کا پڑھنا اور ماتم چہلم اسی طرح دوسری من گھڑت رسومات تو ہم بھی اس کے جواز کے قائل نہیں اور نہ کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے روا ہے کہ ایسی بے ثبوت باتوں پر عمل کرے۔ لہٰذا لفظ ''کل'' (ہر قسم کی عبادت تو اس سے) جو خرابیاں پیدا ہو سکتی تھیں ان کو بیان کر دیا۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی کوئی عالم اچھے ارادے یا غفلت سے خطا کر جاتا ہے لیکن اس کے بعد جو لوگ پیروی کرتے ہیں وہ احادیث اور تفاسیر اور علماء سلف کے اقوال کی چھان بین کی زحمت نہیں اٹھاتے اور اسی عالم کے قول کو ایک مسلمہ قضیہ بنا کر اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً بعض علماء کبار نے بدعت کو پانچ حصوں میں تقسیم کر ڈالا واجبہ، مندوبہ، حسنہ، سیئہ اور حرام۔ اور یہ نہیں سوچا کہ اس تقسیم سے بدعات کی تحسین اور ضلالتوں کی اشاعت کا کتنا بدترین نتیجہ نکلے گا، چنانچہ ایسا ہوا کہ بعد والوں نے اس قول کو دلیل بنا کر اپنی کتابوں کو گمراہیوں اور بدعات کی تحسین سے بھر ڈالا جن میں سے ایک مُردوں پر قرآن پڑھنے کی بدعت بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک اور عہد صحابہ میں بہت سے مسلمان وفات پائے اور صحابہ کرام اور تابعین کا انتقال ہوا لیکن کسی نے یہ روایت نہیں کی کہ ان میں سے کسی پر کسی نے قرآن پڑھا ہو نہ ان کی قبر پر نہ مسجد میں نہ کسی مجلس میں۔

اور تعجب ہے کہ جو لوگ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کی طرف اپنا انتساب کرتے ہیں تو یہ دونوں ہی امام جلیل اہداء ثواب کے قائل نہیں جس کا اعتراف وہ لوگ بھی کرتے ہیں جو اس کو جائز سمجھتے ہیں خازن اور ابن کثیر وغیرہم نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور تمام تفاسیر اور شروح احادیث بھی اس پر دلیل ہیں کہ امام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ اس کو جائز نہیں سمجھتے۔

بعد والوں نے کتاب وسنت اور اعمال صحابہ کی دلیل کے بغیر ہی اس کو جائز سمجھ لیا اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا اپنے علماء کے قول کو دلیل بنا کر اس رسم سے چمٹ گئے اور جب وہ کسی رائے کی تائید کرنا چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو مجتہد بنا کر پیش کرتے ہیں اور بعض آیات واحادیث کے مفہوم کو دلیل بنا لیتے ہیں خواہ وہ حدیثیں کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہوں، جب انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ زید اور عمر کے قول کو چھوڑ کر قرآن وحدیث کو دلیل بناؤ تو کہنے لگتے ہیں ہم تو معذور ہیں ہمارا کام تقلید کرنا ہے اور اجتہاد ہمارے لئے جائز نہیں اور اجتہاد کا دروازہ تو صدیوں سے بند کر دیا گیا۔

حاصل کلام یہ کہ اہداء ثواب اور میت کی وجہ سے قبروں پر اور مجالس اور مساجد میں قرآن پڑھنا بدعت وضلالت ہے جس سے لوگوں کو متنبہ کرنا ضروری ہے حدیث شریف میں وارد ہے: ﴿**إِيَّاكُم وَمُحدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحدَثَةٍ بِدعَةٌ وَكُلُّ بِدعَةٍ ضَلالَةٌ**﴾

''نئی پیدا کی ہوئی باتوں سے بچو اس لئے کہ ہر ایجاد کردہ بات بدعت ہے اور سب بدعت ضلالت ہے''۔

نیز فرمایا: ﴿**مَن اَحدَثَ فِي اَمرِنَا هٰذَا مَا لَيسَ مِنهُ فَهُوَ رَدٌّ**﴾

''جس نے ہمارے اس دین میں وہ بات ایجاد کی جو اس میں نہ تھی وہ مردود ہے''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قرآن خوانی کا یہ رسالہ اچھا ہی ہے، البتہ اس میں اعتراضات کے جوابات نہیں ہیں، مقدمہ میں یہ کمی پوری کردی گئی ہے۔ اور بہت مدت سے میرے دل میں یہ خیال تھا کہ اس موضوع پر ایک رسالہ لکھوں جس میں قرآن خوانی کے قائلین کے شبہات کو اچھی طرح رد کروں اور اس کی بابت کتاب وسنت اور علماء کے اقوال پیش کردوں لیکن عوائق اور موانع جیسا کہ آپ کو معلوم ہے فرصت نہیں دیتے۔ ایک بات اور بھی ہے کہ الحاد اور کفر وضلال کا سیلِ عظیم ٹوٹ پڑا ہے، اس لئے اب علماء کا فرض ہے کہ دین صحیح کی تعلیم وتبلیغ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں اور کفار اور ملحدین کا رد کریں۔

اہداء ثواب پر مزید لکھنے کے لئے کسی اور فرصت میں دیکھا جائے گا، اس وقت اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ **وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔**

میں نے یہ مضمون عدالت میں بیٹھ کر انتہائی عجلت اور مصروفیت کے عالم میں املا کرایا ہے اگر کوئی خطا پائیں تو میری طرف سے سمجھیں اور حق وصواب ہو تو اللہ کی توفیق ہے۔

احمد بن حجر

قاضی محکمۂ شرعیہ قطر

۱۵ محرم ۱۳۹۶ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزول قرآن کا مقصد

☆ ہمارے رب نے یہ قرآن کس لئے نازل کیا ہے؟

☆ کیا اس لئے کہ اس سے تعویذ گنڈے بنائے جائیں اور بچوں اور مریضوں کو پہنائے جائیں؟

☆ یا اس لئے کہ قبرستان میں مردوں پر پڑھا جائے اور کٹھ ملا اس کو مال سمیٹنے کا ذریعہ بنالیں؟

☆ یا اس لئے کہ مکار لوگ اسے برتنوں پر لکھا کریں اور دھو کر اس کا پانی مریضوں اور سحر زدہ لوگوں کو پلائیں۔

☆ یا اس لئے کہ کام چور اور بے عمل لوگ بھیک مانگنے کے لئے راستوں پر پڑھا کریں؟

☆ یا اس لئے کہ پورا قرآن ایک صفحہ میں چھاپ کر زینت اور برکت کے لئے دیواروں اور تعویذ بنا کر گردنوں میں لٹکایا جائے؟

☆ یا اس لئے کہ پیشہ ور لوگ اس کی تعویذ بنائیں اور مسجدوں کے دروازوں پر گلا پھاڑ پھاڑ کر فروخت کریں، آیۃ الکرسی اور معوذتین کے تعویذ پانچ پانچ آنے میں؟

☆ یا اللہ نے قرآن اس لئے نازل فرمایا ہے کہ قوال اور گویے اس کو گائیں اور سننے والے اس کے نغموں اور موسیقی پر اچھل کود کریں اور جوش طرب میں آہ اور واہ کی بارش کریں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ جیسے وہ کسی کلب یا مجلسِ طرب میں ہوں؟

☆ یا اس لئے کہ بغیر سوچے سمجھے محض طوطوں کی طرح اس کی تلاوت کی جائے؟

☆ یا یہ اس لئے اتارا گیا تھا کہ اس سے جہاں ہمارے اسلاف نے دنیا فتح کر ڈالی تھی اب اس کے بجائے آج وہی قرآن کسی اندھیرے گوشے میں غلاف کے اندر رکھ دیا جائے اور گرد وغبار کی تہہ کے اندر وہ چھپا رہے؟ تجھ سے عفو وکرم کی التجا ہے یا رب۔

☆ اپنی کتاب عظیم تو نے ان کاموں کے لئے نہیں نازل فرمائی، بلکہ یہ کتاب تو نے اس لئے نازل فرمائی تھی کہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور یہ لوگوں کے لئے روشن چراغ بنے، تو نے اس لئے نازل فرمایا تھا کہ یہ سارے عالم کے لئے ''بشیر ونذیر'' بنے۔

☆ یہ کتاب تو نے زندوں کے لئے اتاری تھی مردوں کے لئے نہیں، تو نے اس لئے اتارا تھا کہ مسلمان اس کو اپنے گھروں، بازاروں اور مدرسوں میں اپنا نظام ودستور بنائیں۔

ہم نے اسے چھوڑ دیا اور زندگی کی راہ پر اس طرح چلے کہ قرآن کے مقاصد اور پروگرام ترک کرنے اور قرآن کے خلاف عملی بغاوت کے نتیجے میں ہم پستی اور بدبختی کی قعرِ مذلت میں گرتے ہی چلے گئے۔

ہم نے قرآن کا مفہوم اور اس کے مقاصد کو کچھ اتنے عجیب وغریب طریقے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدل ڈالا جس کی مثال پچھلی امتوں میں نہیں ملتی، پچھلی امتوں نے بھی آسمانی کتابوں کا انکار کیا لیکن ہم نے یہ بات کسی امت کے متعلق نہیں سنی کہ اس نے آسمانی کتاب کو مُردوں کے لئے پونجی بنائی ہو۔

ہم نے ان کروڑوں انسانوں کو بے لگام چھوڑ دیا جن کی تبلیغ وہدایت کا ہمیں ذمہ دار بنایا گیا تھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے جنگ اور تباہی کے وہ آلات بنائے جوان کے اور ہم سب کے لئے تباہی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

چودہ صدیاں پہلے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بشارت دی تھی: **﴿تَرَكتُ فِيكُم اَمرَينِ لَن تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكتُم بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِى﴾**

ترجمہ: میں نے تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑی ہیں کہ جب تک تم ان کو مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے، وہ ہیں اللہ کی کتاب اور میری سنت۔

جب ہمارے آباواجداد نے حقیقی معنوں میں اس کو مضبوط پکڑا اور اسے اپنی زندگی اور عمل کا دستور بنالیا تو چند ہی سال میں ساری دنیا کے سردار اور انسانیت کے رہنما بن گئے۔ قرآن تو ہم روز پڑھتے ہیں مگر اس کی قراءت ہمارے حلق سے نیچے نہیں اترتی، ہم تو سلف صالحین سے زیادہ قرآن پڑھتے ہیں، لیکن کسی طرح بس پڑھتے ہیں نہ فہم نہ تدبر نہ عمل۔ بلکہ ہم میں سے اکثر کی تلاوت پر تو بزرگوں کا یہ مقولہ صادق آتا ہے: **(كَم تَالٍ لِلقُرآنِ وَالقُرآنُ يَلعَنُهُ)**

ترجمہ: کتنے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن خود انہیں کو لعنت کرتا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً وہ پڑھتے ہیں: ﴿اَلاَ لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلیٰ الظّٰلِمِینَ﴾ **وھو ظالم**

ترجمہ: ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو، بسا اوقات ظالم وہ خود ہوتا ہے اور اللہ کی لعنت خود اس کی زبان سے اس پر پڑ جاتی ہے اور اس کو احساس تک نہیں ہوتا۔

مسلمانو! کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم اپنی غفلت سے بیدار ہو جائیں اور ضلالت سے اپنا دامن صاف کرلیں۔ آخر ہمارے علماء ان بدعات کے خلاف جنگ کرنے کے لئے کب کھڑے ہوں گے؟ اگر ان کے اندر ان بدعات کے خلاف لب کشائی کی ہمت نہیں تو اپنی دستارِ فضیلت اتار دیں، یا کم از کم ان لوگوں کی تائید کریں جو ان بدعات کے خلاف لڑ رہے ہیں، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ خود علماء دین ہی نے ان بدعات کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو مختلف آداب اور نفرت انگیز فتووں سے متہم کر رہے ہیں۔ ہم کو چاہئے کہ ایسے نازک دور میں جبکہ ہم کو خاندانی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی خطرات نے ہر چہار طرف سے گھیر رکھا ہے، ہم اپنی گہری نیند سے بیدار ہو جائیں اور کتاب اللہ پر پوری طرح جم جائیں اور اس کی تلاوت غور و تدبر کے ساتھ کریں اور اسے زندگی کا منشور اور دستورِ حیات سمجھیں۔

آئندہ صفحات میں مُردوں کے لئے قرآن خوانی کی مروجہ رسم کے متعلق بڑی اہم بحث آ رہی ہے، جسمیں قبروں اور مردوں، پر قرآن خوانی کرنے والوں کے ان توہمات اور جھوٹے دعووں کا پردہ چاک کیا گیا ہے اور صحیح دلائل سے اس کو واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب مُردوں کو نہیں پہنچتا اور ثابت کیا گیا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس من گھڑت رسم سے قرآن کا بے محل استعمال ہو رہا ہے جس کی وجہ سے اس کی عظمت، قدر و منزلت اور مقصد نزول متاثر ہو رہا ہے ہم اس مقدمہ کو ایک مفکر کی اس عبارت پر ختم کر رہے ہیں۔

''مسلمانوں! تم ابھی تک دین کے نام نہاد ٹھیکداروں اور کم علم ملّاؤں کے غلام ہو، اور تم ابھی تک اپنی زندگی کے قانون اور فقہ میں قرآن کی حکمت سے مدد نہیں لیتے ہو۔

قرآن جو تمہاری زندگی کا مقصد ہے اور تمہاری قوت کا سرچشمہ، لیکن قرآن سے تمہارا لگاؤ زندگی کے لئے نہیں موت کے لئے ہے۔ جب زندگی کے کاموں سے فارغ ہو کر تم موت کی سرحد میں داخل ہوتے ہو، تو نزع کے عالم میں قرآن تم پر پڑھا جاتا ہے تاکہ تم سہولت سے مرجاؤ۔ کتنی عجیب بات ہے کہ قرآن تم کو زندگی اور قوت بخشنے آیا تھا، اب اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ تم آرام سے مرجاؤ۔

ضرورت ہے کہ اسلام سے دور کرنے والی اس سڑی ہوئی تقلید کے خلاف بغاوت کی جائے اور دور جاہلیت کے عرب مشرکین سے زیادہ شرک کرنے والے ان قبر پرستوں کی اصلاح کی کوشش کی جائے جو مصائب کے وقت مُردوں کی بوسیدہ ہڈیوں کی طرف رخ کرتے ہیں اور انہیں سے اپنی حاجات پوری کرنے کی درخواست کرتے ہیں، انہیں کو واسطہ بناتے ہیں، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اس خیال سے کہ قبر والے ان کو اللہ کے قریب کر دیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اکثر آیات میں ان قبر پرستوں کا مذاق اڑایا ہے جنہوں نے مردوں سے استغاثہ کر کے اپنی عقلوں کو مسخ کر ڈالا اور اپنے ضمیر کو مار دیا ہے اور چونکہ کتاب اللہ کا دامن انہوں نے چھوڑ دیا ہے، اس لئے شرک ان کے دلوں میں جم گیا ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے: ﴿**وَمَن اَضَلُّ مِمَّن يَدعُوا مِن دُونِ اللّٰهِ مَن لاَيَستَجِيبُ لَهُ إِلىٰ يَومِ القِيَامَةِ وَهُم عَن دُعَائِهِم غَافِلُونَ**﴾ (الاحقاف:۵)

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہوسکتا ہے جو ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک ان کو جواب نہ دے سکیں اور ان کو ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو۔

نیز فرمایا: ﴿**لَهُ دَعوَةُ الحَقِّ وَالَّذِينَ يَدعُونَ مِن دُونِهِ لاَ يَستَجِيبُونَ لَهُم بِشَيءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيهِ إِلىٰ المَاءِ لِيَبلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ، وَمَا دُعَاءُ الكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلاَلٍ**﴾ (الاحقاف:۱۴)۔

''سودمند پکارنا تو اسی کا ہے اور جن کو یہ لوگ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کو کسی طرح قبول نہیں کرتے مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے تا کہ دور سے اس کے منہ تک آجائے حالانکہ وہ اس تک کبھی نہیں آسکتا اور کافروں کی پکار بے کار ہے''۔

ضرورت ہے کہ ہم شریعت محمدیہ ﷺ کو بدعات سے پاک وصاف کریں اور اصلاح دین کی مشعل لے کر اٹھیں اسی پر ہماری دینی ترقی منحصر ہے اور اسی میں ہماری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت کا راز مخفی ہے۔ اس لئے ہم علماء اور مفکرینِ اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ اصلاح اُمّت کے لئے کھڑے ہوں۔

سوال

کیا قرآن خوانی کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے؟

الجواب

ہمارے ایک دینی بھائی نے ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ: ''کیا قرآن خوانی کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے؟

لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ اس موضوع پر تفصیل سے اپنے خیالات کا اظہار کر دیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ہم قبروں کی زیارت اور ایصال ثواب سے متعلق جملہ امور کا تفصیلی ذکر کر رہے ہیں۔

قبروں کی زیارت کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا معمول

سنن ابو داؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو جاتے تو قبر کے پاس کھڑے رہتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لئے ثابت قدمی کی دُعا مانگو کیونکہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا''۔ اور ابوداود میں یہ بھی ہے کہ میت جب قبر میں رکھی جاتی تو آپ ﷺ فرماتے: '' **بِسمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ**''(۱)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث میں کبھی یہ ذکر نہیں آیا کہ آپ ﷺ نے قبر پر کوئی سورہ پڑھی ہو جیسا کہ آج رواج عام ہو گیا ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت فرمائی، آپ خود روئے اور آس پاس والوں کو بھی رلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی تھی کہ والدہ کے لئے مغفرت طلب کروں، لیکن مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئی اور میں نے اللہ سے والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت مل گئی، پس آپ لوگ بھی قبروں کی زیارت کریں کیونکہ قبریں موت کو یاد دلاتی ہیں اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہیں اور آخرت کی یاد تازہ کرتی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دستور نبوی ﷺ صرف یہ ہے کہ مردوں کے لئے استغفار کیا جائے قرآن نہ پڑھا جائے۔ یہی منقول (۲) بھی ہے اور معقول بھی، کیونکہ قرآن میں تو دراصل دین کے احکام وآداب کا ذکر ہے اور حلال وحرام کا بیان ہے

---

(۱) حاشیہ صفحہ گزشتہ: افسوس کہ یہ سنت مٹتی جا رہی ہے اور بہت کم لوگ دفن کے بعد قبر کے پاس ٹھہرتے ہیں، کتنے تو ایسے ہیں جو جنازہ پڑھ کر واپس آ جاتے ہیں، کتنے قبر پر مٹی ڈال کر چلے آتے ہیں، چند ہی رہ جاتے ہیں جو آخر تک کھڑے ہو کر دعائے تثبیت پڑھتے ہیں۔ (۲) قبروں کی زیارت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے معمول کا خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو دعا دی جائے، ان پر سلام کیا جائے، عبرت حاصل کی جائے، فاتحہ وغیرہ پڑھنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ قبروں کی زیارت کے موقع پر نبی کریم ﷺ سے متعدد دعائیں منقول ہیں جن میں سے ایک یہ ہے: ''**اَلسَّلَامُ عَلَیکُم اَهلَ الدِّیَارِ مِنَ المُؤمِنِینَ وَالمُسلِمِینَ وَإِنَّا إن شَاءَ اللّٰهُ بِکُم لَلاَحِقُونَ، اَنتُم لَنَا فَرَطٌ وَنَحنُ لَکُم بِالاَثَرِ**'' ''تم پر سلامتی ہو اے بستی کے اہل ایمان واسلام! اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، تم ہم سے پہلے ہو ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے مردوں کوقطعی کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور قرآن وحدیث سے بھی یہی ثابت ہے۔

انسان مرنے کے بعد کن چیزوں سے فائدہ اُٹھاتا ہے

میت کو انہیں چیزوں سے نفع پہنچتا ہے جن کو شریعت اسلامیہ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں مقرر کیا ہے۔حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ﴿**إِذَا مَاتَ الإِنسَانُ انقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِن ثَلَاثٍ ، صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَو عِلمٍ يُنتَفَعُ بِهِ أَو وَلَدٍ صَالِحٍ يَدعُو لَهُ**﴾ (مسلم)

ترجمہ: جب انسان مرگیا تو اس کا عمل ختم ہوگیا سوائے تین طریقہ کے، صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے یا صالح اولاد اس کے لئے دعا کرے۔

۲- نیز میت کو نفع اس حدیث کے مطابق بھی پہنچتا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: مومن کے عمل اور اس کی نیکیوں میں سے اس کی موت کے بعد جو اسکو پہنچتا ہے وہ علم ہے جو وہ کسی کو سکھائے اور پھیلائے اور نیک اولاد چھوڑے اور قرآن کا وارث بنائے یا مسجد تعمیر کرائے یا مسافر خانہ بنوائے یا ایسا صدقہ جو وہ اپنے مال میں سے نکالے اپنی صحت اور زندگی میں تو وہ اس کو اس کی موت کے بعد پہنچے گا۔(ابن ماجہ)

۳- نیز میت کو اس کی موت کے بعد اس سنت حسنہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے جس کو اس نے اپنے عمل سے زندہ کیا اور اس کے بعد اس پر عمل ہوتا رہا، جیسا کہ صحیح حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص اسلام میں کوئی سنت جاری کرے تو اس شخص کو اس سنت کے اجراء کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا بھی جو اس سنت پر اسکی وفات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد عمل کرتے رہیں گے لوگوں کے اجر میں سے کچھ کم کئے بغیر''۔

۴- اور جب میت کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کی جائے تب بھی اس کو ثواب ملتا ہے، جیسا کہ بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ: ''میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے اس کا ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں بے شک''۔

۵- مسند احمد اور سنن میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا تو ان کے حق میں کونسا صدقہ افضل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی'' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا۔ اور اعلان کروادیا کہ یہ اُم سعد کے ثواب کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ پانی ان صدقات میں سے ہے جس کا ثواب میت کو اس کی اولاد کی طرف سے پہنچتا ہے۔ اس حکم میں کنواں نہر، سبیل، پائپ مشین وغیرہ شامل ہیں۔

۶- اور صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے کہا کہ میرے والدین نے مال چھوڑا ہے اور اس کے بارے میں کوئی وصیّت نہیں کی ہے۔ تو اگر میں ان کے لئے صدقہ کروں تو کیا ان کے واسطے کافی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔

۷- اور میت کو مسلمانوں کی دعا اور اس کے لئے ان کے استغفار سے ثواب بھی پہنچتا ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿**وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِم يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِر لَنَا وَلِإِخوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالإِيمَانِ**﴾ (الحشر: ۱۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جو لوگ ان کے بعد آئے کہتے ہیں اے ہمارے رب! بخش دے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر گئے۔

اور سنن میں مرفوعاً ہے کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خلوص سے دعا مانگو۔

زندوں کی طرف سے مردوں کو ثواب پہنچنے کے سلسلے میں احادیث مذکورہ میں یہی مذکورہ بالا چیزیں ثابت ہیں، لیکن ان میں کوئی ایک بھی ایسی دلیل نہیں جس سے مردوں کو ثواب پہنچانے کے لئے قرآن پڑھنے یا کوئی مخصوص سورہ جیسے یٰسین وغیرہ پڑھنے کی بو بھی آتی ہو، یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا وظیفہ مثلاً سورہ اخلاص کا ایک لاکھ بار ورد یا لا الہ الا اللہ کی ہزار تسبیح وغیرہ۔ اب ہم اس سلسلے میں مفسرین محدثین اور اصولیین اور ائمہ مذاہب کے اقوال پیش کریں گے جن سے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو جائے گا کہ آج جو لوگ ماتم اور قبروں پر قرآن خوانی کی باتیں کر رہے ہیں، اس سے شریعت اسلامیہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کا کچھ تعلق نہیں۔

مفسرین کے اقوال

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے آیت کریمہ: ﴿أَم لَم يُنَبَّأ فِي صُحُفِ مُوسَىٰ وَإِبرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزرَ أُخرَىٰ وَأَن لَيسَ لِلإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعيَهُ سَوفَ يُرَىٰ ثُمَّ يُجزَاهُ الجَزَاءَ الأَوفَىٰ﴾ (النجم:۳۶-۴۱)

ترجمہ: کیا جو باتیں موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں ہیں ان کی اس کو خبر نہیں پہنچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورابراہیم علیہ السلام کوجنھوں نے (حقِ طاعت اور رسالت) پورا کیا یہ کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی کوشش دیکھی جائیگی پھراس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

یعنی جس شخص نے کفریا اورکسی گناہ کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا تو اس کا وبال اسی کے اوپر ڈالا جائے گا۔کوئی دوسرا شخص وہ بوجھ نہیں اُٹھائے گا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:﴿**وَلاَ تَـزِرُ وَازِرَـةٌ وِزرَ اُخرَیٰ وَإن تَدعُ مُثقَلَةٌ إلیٰ حِملِهَا لاَ یُحمَل مِنهُ شَیءٌ وَلَو کَانَ ذَا قُربَیٰ**﴾(فاطر:۱۸)

ترجمہ:اورکوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔اورکوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ اٹھانے کوکسی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہ اُٹھائے گا۔اگرچہ قرابت دار ہی ہو۔

نیزارشادفرمایا:﴿**وَاَن لَیسَ لِلإنسَانِ إلاَّ مَا سَعَیٰ**﴾ (النجم:۳۹)

ترجمہ:اوریہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

یعنی جس طرح اس پر دوسرے کا گناہ نہیں لادا جائے گا اسی طرح اس کو اجربھی اتنا ہی ملے گا جتنا وہ اپنے لئے کمائے گا۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے امام شافعی رحمہ اللہ اوران کے متبعین نے استنباط کیا ہے کہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب مردوں کو نہیں پہنچتا، کیونکہ یہ مردوں کا عمل وکسب نہیں اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اس کا حکم نہیں دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اشارۃً وصراحۃً بھی اس طرف ان کی رہنمائی نہیں فرمائی نہ اس کی ترغیب انہیں دی اور صحابہ کرام میں سے بھی کسی کی طرف سے یہ بات نہیں کہی گئی، اگر میّت کے لئے قرآن خوانی کوئی کار خیر ہوتا تو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہم سے پہلے اس کی سعادت حاصل کر لئے ہوتے ، اعمالِ خیر میں صرف نصوص پر انحصار کیا جاتا ہے۔ رائے اور قیاس کو اس میں دخل نہیں۔ البتہ دعا اور صدقہ کے بارے میں اتفاق ہے، شارع علیہ السلام کی طرف سے واضح نص موجود ہے کہ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

رہی وہ حدیث جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ﴿**إذَا مَاتَ الإنسَانُ انقَطَعَ عَمَلُهُ إلَّا مِن ثَلاثٍ ، وَلَدٍ صَالِحٍ يَدعُو لَهُ اَو صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ مِن بَعدِهِ اَو عِلمٍ يُنتَفَعُ بِهِ**﴾ (مسلم)

ترجمہ: جب انسان مرگیا تو اس کا عمل منقطع ہوگیا سوائے تین طریقے سے صالح اولاد اس کے لئے دعا کرے، ایسا صدقہ جو اس کی وفات تک جاری رہے یا ایسا علم جس سے نفع اُٹھایا جاتا رہے۔

تو یہ تینوں چیزیں حقیقت میں میت ہی کا عمل اس کی کوشش اور محنت کا نتیجہ ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

﴿**إنَّ اَطيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِن كَسبِهِ وَإنَّ وَلَدَهُ مِن كَسبِهِ**﴾

ترجمہ: آدمی جو سب سے زیادہ پاکیزہ چیز کھاتا ہے وہ اس کی خود کی کمائی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس کی اولاد اس کی بہترین کمائی ہے۔

اور صدقہ جاریہ وغیرہ بھی انسان ہی کے عمل اور وقف کا نتیجہ ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿إِنَّا نَحنُ نُحيِي المَوتَىٰ وَنَكتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُم﴾ (یٰس:۱۲)

ترجمہ: بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے ہیں اور جو نشان پیچھے رہ گئے ہیں ہم ان کو قلمبند کر لیتے ہیں۔

اور جس علم کو اس نے عوام میں پھیلایا اور لوگوں نے اس کی پیروی کی وہ بھی میت ہی کا عمل اور سعی کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے:

﴿مَن دَعَا إِلَىٰ هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الاَجرِ مِثلَ اُجُورِ مَن تَبِعَهُ مِن غَيرِ اَن يَنقُصَ مِن اُجُورِهِم شَيئاً﴾

ترجمہ: جس شخص نے کسی ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کو عمل کرنے والوں کے اجر کا ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کچھ کمی نہ کی جائے گی۔

امام شوکانی رحمہ اللہ:

امام شوکانی رحمہ اللہ نے آیت کریمہ: ﴿وَاَن لَيسَ لِلإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ انسان کو صرف اس کی کوشش کا اجر اور صرف اس کے عمل کی جزاء ملے گی۔ کسی کا عمل دوسرے کے کام نہیں آئے گا۔ لیکن آیت کا یہ عموم اس آیت کریمہ کو خاص کر دیتا ہے: ﴿اَلحَقنَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِهِم ذُرِّيَّتَهُم ﴾'' ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے درجہ تک پہنچا دیں گے''۔ اسی طرح انبیاء اور ملائکہ کی شفاعت بھی اس کو خاص کر دیتی ہے جو وہ بندگان خدا کی فرمائیں گے۔ نیز مردوں کے لئے زندوں کی دعاؤں کی مشروطیت بھی اس کی مخصص ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ آیت مذکورہ بالا امور کی وجہ سے منسوخ ہوگئی ہے، ان کا یہ خیال درست نہیں۔ اس لئے کہ خاص عام کو منسوخ نہیں کرتا بلکہ اس کی فی الجملہ تخصیص کر دیتا ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جس کے بارے میں یہ دلیل قائم ہو جائے کہ انسان کو اس کا نفع پہنچے گا، حالانکہ اس کی کوشش کو اس میں دخل نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بھی اس عموم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

علامہ رشید رضا رحمہ اللہ:

صاحبِ تفسیر المنار نے آیت کریمہ: ﴿**وَلاَ تَكسِبُ كُلُّ نَفسٍ إلاَّ عَلَيهَا وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزرَ أُخرَىٰ**﴾ (الانعام:۱۶۴)

ترجمہ: اور جو کوئی بُرا کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔

کی تفسیر میں ایک لمبی بحث کے بعد فرمایا، جس کا خلاصہ یہ ہے:

'' قرآن خوانی اور اوراد و وظائف کا ثواب مُردوں کو بخشنے کا جو رواج عام ہو گیا ہے۔ نیز اجرت پر قرآن پڑھوانے اور اس مقصد کے لئے جائداد وقف کرنے کا جو چلن عام ہو گیا ہے وہ سب کا سب بدعت اور غیر شرعی عمل ہے ایسے ہی '' اسقاط

الصلوٰۃ‘‘ کا مسئلہ بھی ہے۔اگر ان باتوں کی دین میں کوئی اصل ہوتی تو ہمارے اسلاف اس سے ناواقف نہ رہتے۔اگران کواس کاعلم ہوتا تواس کواس طرح بے کار اورمہمل نہ چھوڑتے ،ضرور اس پرعمل کرتے۔نیز علامہ مرحوم نے فرمایا کہ مردوں پر سورہ یٰسین پڑھنے کی روایت صحیح نہیں ہے۔اس بارے میں کوئی بھی صحیح حدیث مروی نہیں ہے۔جیسا کہ محدث دارقطنی کا بیان ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ آج شہراوردیہات میں مردوں کے لئے’’فاتحہ‘‘ پڑھنے کا رواج جو عام ہوگیا ہے اس بارے میں بھی نہ کوئی صحیح حدیث ہے نہ ضعیف اور نہ موضوع ہی بلکہ یہ ایک ایسی بدعت ہے جو دلائل ونصوص قطعیہ کے سراسر منافی ہے۔ اس کا رواج تومحض اس طرح پڑ گیا کہ نام نہاد علماء جبہ پوش نے اس پر چپ سادھ لی اورعوام اس کے ساتھ چپک گئے اوراسے سنت مؤکدہ بلکہ فرض کا درجہ دے دیا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ مسئلہ امورتعبدیہ میں سے ہے جس کا دارومدار کتاب وسنت کی دلیل اورقرن اوّل کے سلف صالحین کاعمل ضروری ہے۔

قرآن مجید کی صریح نصوص اوراحادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ مقررہ قاعدہ معلوم ہوچکا ہے کہ آخرت میں لوگ اپنے ہی اعمال کی جزاء پائیں گے: ﴿یَومَ لاتَملِکُ نَفسٌ لِنَفسٍ شَیئاً﴾

ترجمہ: جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کرسکے گا۔

اور ﴿وَاخشَوا یَوماً لاَ یَجزِی وَالِدٌ عَن وَلَدِہِ وَلاَ مَولُودٌ ھُوَ جَازٍ

عَن وَالِدِهِ شَيئاً ﴾ (لقمان:۳۳)

ترجمہ: اور اس دن کا خوف کرو نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاص رشتہ داروں کو اللہ کا یہ حکم پہنچا دیا ہے:

﴿ اِعمَلُوا لاَ اُغْنِی عَنکُم مِنَ اللّٰہِ شَیئًا ﴾ ''عمل کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا''۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں نجات کا دارومدار ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ نفس کو صاف ستھرا کرنے پر ہے۔

علامہ مرحوم نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کچھ قرآن پڑھا اور دُعا میں کہا کہ ''اے اللہ میں نے جو کچھ قرآن پڑھا تو اسے رسول اللہ ﷺ کی بزرگی میں اضافہ کا ذریعہ بنا''، تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''یہ بعد کے قاریوں کی ایجاد ہے۔ پچھلے لوگوں میں تو ہم نے اس کی بابت کچھ نہیں سُنا نہ جانا''۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ اکثر کٹھ مُلا جو قرآن کی ایک آیت کا معنیٰ تک نہیں جانتے انہیں آیت:

﴿وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ وَمَا نَھَاکُم عَنہُ فَانتَھُوا﴾

ترجمہ: اور جو کچھ رسول تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ۔

کا معنیٰ معلوم ہے اور نہ انہیں اس صحیح حدیث کا علم ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے

فرمایا ہے: ﴿مَن عَمِلَ عَمَلاً لَيسَ عَلَيهِ اَمرُنَا فَهُوَ رَدٌّ﴾

ترجمہ: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا دین نہ تھا وہ مردود ہے۔

اور یہ حدیث:

﴿شَرُّ الاُمُورِ مُحدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحدَثَةٍ بِدعَةٌ وَكُلَّ بِدعَةٍ ضَلاَلَةٌ﴾

ترجمہ: تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہے جو دین میں نیا پیدا کیا گیا ہو اور ہر نیا پیدا کیا گیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

بس یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو اپنی خوراک کا ذریعہ بنالیا ہے، ان کا حساب اللہ ہی کے ذمہ ہے (۱)۔

....

(۱) ان کے علاوہ اور بھی صحیح احادیث اسی مضمون کی ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے قرآن کی بابت فرمایا ہے: ﴿اِقرَءُوا القُرآنَ وَلاَ تَاكُلُوا بِهِ وَلاَ تَستَكثِرُوا بِهِ وَلاَ تَجفُوا عَنهُ وَلاَ تَغلُوا فِيهِ﴾ ''قرآن پڑھو اور اس سے کھاؤ مت، اس سے مال مت بڑھاؤ، اس سے سختی اختیار مت کرو اور اس میں غلو مت کرو''۔

ائمہ حدیث کے اقوال

امام نووی رحمہ اللہ:

نے شرح مسلم میں ''**باب وصول ثواب الصدقة عن الميت**'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اور وصیّت نہیں کی اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہ بول سکی ہوتیں تو ضرور صدقہ کرتیں لہٰذا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں بے شک۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ میت کو فائدہ پہنچاتا ہے اور صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

اور اس پر بھی اجماع ہے کہ دُعا بھی میت کو پہنچتی ہے اور قرض بھی میت کی طرف سے ادا ہوتا ہے اور میت کی طرف سے حج بدل بھی صحیح ہے، نذر کے روزے کی قضاء بھی جائز ہے۔ اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہیں اور سب کے بارے میں نصوص موجود ہیں اور ہمارا یہ معروف مذہب ہے کہ قرآن کی قراءت کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا''۔

امام صنعانی رحمہ اللہ:

نے ''سبل السلام'' میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کی قبروں کے پاس کے گذرے اور ان کی طرف رُخ کر کے فرمایا:

﴿اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم یَا اَھلَ القُبُورِ یَغفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُم ، اَنتُم سَلَفُنَا وَنَحنُ بِالاَثَرِ﴾ (ترمذی)

ترجمہ: اے قبروالو! تم پرسلام ہو، اللہ ہم کواورتم کوبخش دے،تم ہمارے پیش رو ہواورہم تمہارے بعدآنے والے ہیں۔

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پردلیل ہے کہ آدمی جب کسی کے لئے دُعایااستغفارکرےتوپہلے اپنے لئے دُعااوراستغفارکرے۔قرآن کی دعائیں ایسی ہی ہیں مثلاً ﴿رَبَّنَا اغفِر لَنَا وَلِاِخوَانِنَا﴾ اے ہمارےرب بخش دےہم کواورہمارے بھائیوں کو‘‘۔﴿فَاستَغفِر لِذَنبِکَ وَلِلمُؤمِنِینَ﴾ بخشش مانگئے اپنے گناہ کے لئے اورایمان والوں کے لئے‘‘۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہواکہ یہ اوراس طرح کی دُعائیں بلااختلاف میت کے لئے مفید ہیں لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کے بقول قرآن پڑھنے کاثواب میت کونہیں پہنچتا۔

امام شوکانی رحمہ اللہ:

نےمنتقی کی شرح میں فرمایاہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اوراُن کے اصحاب کی ایک جماعت کامشہورمذہب یہ ہے کہ قرآن پڑھنے کاثواب میت کونہیں پہنچتااورہم کہتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت مردوں کے لئے مفیدنہیں اورنہ قرآن قبروں پرپڑھاجائے اس کی واضح دلیل رسول اللہ ﷺ کایہ ارشادہے: ﴿اِقرَؤُا سُورَۃَ البَقَرَۃِ فِی

بُيُوتِكُم وَلاَ تَجعَلُوهَا قُبُوراً ﴾ (بیہقی)

ترجمہ: اپنے گھروں میں سورہ بقرہ پڑھواوران کوقبرستان مت بناؤ۔

نیزفرمایا: ﴿**صَلُّوا فِي بُيُوتِكُم وَلاَ تَتَّخِذُوهَا قُبُوراً**﴾ (ترمذی)

ترجمہ: اپنے گھروں میں نماز پڑھواوران کوقبرستان مت بناؤ۔

اگرمُردوں کوثواب پہنچانے کے لئے ان کی قبروں پرقرآن پڑھنا مفید ہوتا تو آنحضرت ﷺ جو ایمان والوں کے ساتھ رؤف ورحیم تھے یہ نہ فرماتے کہ قرآن اورنماز گھروں میں پڑھواورگھروں کوقبرستان مت بناؤ۔

آپ ﷺ نے ایسا محض اس لئے فرمایا کہ قبریں قرآن کی تلاوت اورنماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہیں اوریہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے زندگی میں ایک باربھی یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے قبروں پرقرآن یا قرآن کی کچھ سورتیں پڑھی ہوں، جبکہ آپ ﷺ نے کثرت سے قبرکی زیارت فرمائی اورلوگوں کوزیارتِ قبور کے آداب وطریقے کی تعلیم بھی دی۔

ائمہ مذاہبِ اربعہ کے اقوال

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

ملاّ علی قاری حنفی نے "**الفقه الاکبر**" صفحہ ۱۱۰ میں لکھا ہے: (**ثم القراءة عند القبور مكروهة عند ابی حنيفة ومالک واحمد رحمهم الله فی رواية لانه محدث لم ترد به السنة وكذلک قال شارح الإحياء**)۔

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک قبروں کے پاس قرآن کا پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ وہ بدعت ہے اس کے بارے میں حدیث وارد نہیں ہے شارح احیاء العلوم کا بھی یہی بیان ہے (۱)۔

علامہ عزبن عبدالسلام رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ قرآن پڑھ کر اس کا ثواب میت کو جو ہدیہ کیا جاتا ہے تو یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ تو علامہ موصوف نے جواب دیا کہ تلاوت قرآن کا ثواب تلاوت ہی کرنے والے کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے سِوا دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ نیز فرمایا: ''مجھے تعجب ہے کہ کچھ لوگ اس کو خوابوں کے ذریعے ثابت کرتے ہیں جبکہ خواب اس کے لئے دلیل نہیں ہو سکتے۔

امام مالک رحمہ اللہ:

شیخ ابن ابی جمرہ کا بیان ہے کہ قبروں کے پاس قرآن پڑھنا سنت نہیں بدعت ہے (المدخل) اور شیخ الدردیر نے اپنی کتاب ''شرح الصغیر ص ۱۸۰ میں لکھا ہے'' قرآن کا کوئی حصہ موت کے وقت پڑھنا اور مرنے کے بعد قبروں پر پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ سلف صالحین کا عمل نہیں۔ ان کا معمول تو تھا مردوں کے لئے مغفرت ورحمت کی دعا

---

(۱) حنفی مذہب کا فتویٰ: امام برکوی نے اپنی کتاب ''الطریقۃ المحمدیۃ'' کی تیسری فصل امور مبتدعہ و باطلہ کے بارے میں لکھا ہے کہ لوگ یہ سمجھ کر اس پر مائل ہیں کہ کار ثواب ہے، مثلاً میت کی اس وصیت کو پوری کرنا کہ اس کی وفات یا اس کے بعد کسی دن کھانا تیار کر کے کھلانا اور ایصال ثواب کے لئے قرآن پڑھنے والوں کو روپیہ دینا اور تسبیحات پڑھنا بدعت، باطل اور اس کی اجرت حرام ہے اور اس کا پڑھنے والا گنہگار رہے۔

اور قبروں سے عبرت حاصل کرنا۔

امام شافعی رحمہ اللہ:

قرآن خوانی کے ثواب کا میت تک نہ پہنچنے کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ نے قرآن کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: ﴿**وَاَن لَيسَ لِلإنسَانِ إلَّا مَا سَعىٰ**﴾

ترجمہ: انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

اور اس حدیث سے: ﴿**إذَا مَاتَ الإنسَانُ انقَطَعَ عَمَلُهُ**﴾ الخ

ترجمہ: جب انسان مرگیا تو اس کا عمل منقطع ہوگیا۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشنا اور میت کی طرف سے نماز پڑھنی وغیرہ کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا یہ مسلک ہے کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ امام نووی نے شرح مسلم میں اس مضمون کو کئی جگہ دہرایا ہے۔

اور ''**شرح المنهاج لابن النحوی**'' میں لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جب قبر پر کسی کو قرآن پڑھتے دیکھ لیتے تو فرماتے: ''اے شخص قبر پر قرآن پڑھنا بدعت ہے''۔ اور یہی جمہور سلف کا بھی قول ہے۔ نیز

آپ کا فتویٰ ہے:

(القرأۃ علی المیت بعد موتہٖ بدعةٌ) ''میت پر وفات کے بعد قرآن پڑھنا بدعت ہے''۔

نیز آپ فرماتے ہیں: ''یہ سلف صالحین کی عادت نہ تھی کہ جب وہ نفلی نماز پڑھتے یا نفلی حج کرتے یا قرآن پڑھتے تو اس کا ثواب مسلمان مردوں کو بخشتے۔ لہٰذا سلف صالحین کے طریقے سے ہٹنا نہیں چاہئے۔ رہی حدیث: ﴿......**اِقْرَؤا عَلٰی مَوتَاکُم یٰس**﴾ ''اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو'' ،تو یہ حدیث مضطرب الاسناد و مجہول السند ہے۔ اگر یہ صحیح بھی مان لی جائے تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ میت پر یٰسین پڑھی جائے بلکہ مر رہے ہوں تو ان پر''۔

امام ابوالحسن البعلی کا بیان ہے کہ مزدوری پر قرآن پڑھوانا جائز نہیں اور نہ ہی اس کا ثواب بخشنا جائز ہے ،کیونکہ اس بارے میں علماء سلف سے کچھ منقول نہیں۔ اور قاری جب روپے کے لئے پڑھے گا تو اس کو ثواب نہیں ملے گا ، پھر وہ میت کو کیا بخشے گا۔ اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ قرآن کی تلاوت کا ثواب پڑھنے والے ہی کو ملتا ہے، میت کو نہیں پہنچتا۔

اگر قرآن خوانی کا ثواب میت کو پہنچتا ہے تو ایک مسلمان بھی جہنم میں نہ جاتا کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس حرف کے بدلے ایک سے دس تک نیکی ملے گی۔ الٓم ایک حرف نہیں بلکہ الف

ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

جب قرآن خوانی ہی سے مردوں کی بخشش ہو جاتی ہے تو آخر قبروں پر ٹیپ ریکارڈ کیوں نہیں رکھ دیئے جاتے تاکہ ریکارڈ کیا ہوا قرآن دن رات قبر پر بجتا رہے اور قرآن کی آواز سے مردوں کی بخشش ہوتی رہے؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

علماء اصول کے اقوال

’’ **طریق الوصول الی ابطال البدع بعلم الاصول**‘‘ کے مصنف کا بیان ہے کہ عوام آج جو بدعات کرتے ہیں اُن کی مثالیں یہاں پیش کی جا رہی ہیں :

اوّل: میت پر رحمت کی نیت سے قبروں پر قرآن کا پڑھنا اس کی ضرورت اور حاجت کے باوجود رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرام نے اس کو نہیں کیا۔ میت کے ساتھ شفقت کے تقاضے کے باوجود اس کا ترک واضح دلیل ہے کہ اس کا کرنا بدعت ہے اور اس کا ترک کرنا سنت ہے کیونکہ یہ بات کسی بھی طرح عقل میں نہیں آتی کہ آنحضرت ﷺ جو امت کے لئے رؤف و رحیم تھے ایک ایسا عمل ساری عمر ترک فرما دیں اور کبھی ایک بار بھی نہ کریں جس کا نتیجہ اُمت کے لئے رحمت اور نفع بخش ہوتا۔

دوم: مقررہ تعداد میں ’’ **صمدیہ یا جلالہ**‘‘ کا پڑھنا، قرآن بذات خود تلاوت کرنے والے کے لئے عبادت ہے بندہ اس کی تلاوت اور سماعت سے اللہ کا

قرب حاصل کرتا ہے اوراس میں کسی کو کلام نہیں، بحث تو صرف اس بات میں ہے کہ میت کی گردن کو جہنم سے نجات دلانے کے لئے قرآن پاک پڑھنا کیسا ہے؟

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ قرآن مُردوں کے لئے نہیں اترا بلکہ زندوں کے لئے اترا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**إن هُوَ إلاَّ ذِكرٌ وَقُرآنٌ مُبِينٌ ، لِيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ القَولُ عَلىٰ الكَافِرِينَ**﴾ (یٰس: ٦٩)

ترجمہ: یہ تو محض نصیحت اورصاف قرآن ہے تاکہ اس شخص کو جو زندہ ہو ہدایت کا راستہ دکھائے اور کافروں پر بات پوری ہوجائے۔

اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ اطاعت اور عمل کرنیوالے کو انعام کی بشارت دے اور نافرمانوں کو سزا کی وعید سنائے، یہ اس لئے اترا تھا کہ ہم اس کے ذریعے اپنے نفوس کو سنواریں اور اپنے حالات کی اصلاح کریں۔ دوسری آسمانی کتابوں کی طرح قرآن کو بھی اللہ نے محض اس لئے نازل کیا تھا کہ اس کی ہدایت پر لوگ عمل کریں اوراس کی رہنمائی سے راہ یاب ہوں۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿**إنَّ هٰذَا القُرآنَ يَهدِى لِلَّتِى هِى اَقوَمُ وَيُبَشِّرُ المُؤمِنِينَ الَّذِينَ يَعمَلُونَ الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُم اَجراً كَبِيراً ، وَاِنَّ الَّذِينَ لاَيُؤمِنُونَ بِالآخِرَةِ اَعتَدنَا لَهُم عَذَاباً اَلِيماً**﴾ (الإسراء: ٩)

ترجمہ: یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے عظیم اجر ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فرمائیے کیا آپ نے کبھی یہ بھی سنا ہے کہ آسمانی کتابوں میں سے کوئی ایسی کتاب بھی تھی جو مُردوں پر پڑھی جاتی تھی یا جس سے مزدوری اور صدقہ لیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی ﷺ کو یوں ارشاد فرمایا:

﴿قُل مَا اَسئَلُكُم عَلَيهِ مِن اَجرٍ وَمَا اَنَا مِنَ المُتَكَلِّفِينَ ، إن هُوَ إلَّا ذِكرٌ لِلعَالَمِينَ وَلَتَعلَمُنَّ نَبَاَهُ بَعدَ حِينٍ﴾ (ص:۸۸)

ترجمہ: اے پیغمبر کہہ دو میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں، یہ قرآن تو اہل عالم کے لئے ایک نصیحت ہے اور تم کو اس کا حال ایک وقت کے بعد معلوم ہو جائے گا۔

کیا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کرام پر ''صمدیہ'' اور ''جلالہ'' مقررہ تعداد میں پڑھا کرتے تھے تا کہ ان کی گردن جہنم سے آزاد ہو جائے؟ حالانکہ آپ جانتے تھے کہ جو خطا سے معصوم نہیں ہیں ان کو گناہوں کے کفارہ اور مرتبہ کی بلندی کی سخت حاجت ہے۔ کیا آپ ﷺ کی سنت یہ نہ تھی کہ اپنے اصحاب کو دفن فرمایا کرتے تھے اور ہر شخص اپنے کام پر چلا جاتا اور مرنے والا اپنے عمل کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کا یہی طریقہ تھا اور اسی کی اقتداء کرنی چاہیئے۔

بعض بدعات کا بیان

قبر پر فاتحہ خوانی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بابت مشہور ہے کہ آپ قبر پر سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا آخر پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے، حالانکہ یہ اثر شاذ ہے اس کی سند نہیں ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اس کی موافقت نہیں فرمائی ہے، اس کے علاوہ صمدیہ، معوذتین، الھالکم التکاثر، الکافرون کی تلاوت اور مردوں کو اس کا ثواب بخشنا باطل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے اقوال اور صحابۂ کرام کا عمل اس کی تائید نہیں کرتا۔

سڑکوں اور مزاروں پر قرآن کی تلاوت:

مزاروں، سڑکوں اور بھیک مانگنے کے لئے قرآن پڑھنا بدعت اور حرام ہے، اس لئے کہ قرآن کو بھیک مانگنے کا ذریعہ بنانا ہی ایک ذلیل کام ہے۔ اس سے کلام الٰہی کی اہانت اور رسوائی ہوتی ہے۔ اسلام نے سوال کرنے اور بھیک مانگنے کی عام طور پر مذمت کی ہے، لیکن قرآن کے ذریعہ بھیک مانگنے کو تو سخت ممنوع اور حرام قرار دیا ہے۔

برسی کا اہتمام:

میت کی وفات کے دن اس کی برسی منانے کے لئے شامیانے لگانا جہاں تعزیت کے لئے آنے والے لوگ تسبیحات پڑھیں اور اس کا ثواب میت کو بخشیں، یہ سب کھلی بدعت ہے۔ جہاں تک شامیانے کا تعلق ہے یہ اہتمام خود ایک بدعت

ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: میت پر اس کا عمل سایہ دیتا ہے نہ کہ خیمے، اسی طرح جنازے سے واپسی کے بعد تعزیت کرنے والوں نیز فقراء ومساکین کو کھانا کھلانا، اسی طرح جمعرات کے دن اور وفات کے چالیسویں دن اور برسی کے دن کھانا کھلانا، محفل منعقد کرنا، قل کا وظیفہ پڑھوانا سب بدعت محرمہ ہے جس کا کوئی ثبوت نہ عمل نبوی ﷺ سے ہے نہ عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے، یہ سب کسب معاش اور اسراف اور مال واسباب کی بربادی کا ذریعہ ہے۔

چالیسویں کی بدعت:

میت کی وفات کے بعد چالیسویں تک ہر جمعرات کو غم تازہ کرنا اور وفات کے بعد پہلی عید کو خاص طور پر منانا اس دن قاریوں کا اہتمام کرنا اور تعزیت کے لئے لوگوں کا انتظار کرنا وغیرہ یہ سب بدعت اور حرام ہے۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے اسناد صحیح کے ساتھ عبداللہ البجلی سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول ﷺ میت کے دفن کے بعد میت والوں کے یہاں جمع ہونا اور میت والوں کی طرف سے کھانا بنانا وغیرہ کو نوحہ کے برابر سمجھتے تھے۔امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ فعل جاہلیت ہے۔

قبروں پر اجتماع:

عید اور جمعہ کے دن عورتوں اور مردوں کا قبروں پر جاکر جمع ہونا اور کھانے پینے کی چیزوں کا تقسیم کرنا اور کچھ ملّا لوگوں سے قرآن پڑھوانا اور انہیں اس کی اجرت

ادا کرنا یہ سب امور صریح بدعت اور فعل حرام ہیں، عید کے دن کی خصوصیت کا کوئی ثبوت نہیں اسی طرح قبروں پر قرآن پڑھوانا بے اصل چیز ہے اور اس کو روزی کمانے کا ذریعہ بنانا اور بھی بُرا ہے۔

شبینہ:

رمضان کے مہینے میں رات بھر میں پورا قرآن پڑھوانا اور اس کے لئے خاص محفل منعقد کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور آپ کے اصحاب کے عمل کے خلاف ہے کسی بھی صحیح اور معتبر کتاب مین اس کا ثبوت موجود نہیں۔

شریعت کا مطالبہ تو یہ ہے کہ ہم خود اس کی تلاوت کریں آپس میں مذاکرہ کریں اس کے معانی پر تدبر کریں۔ آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ عبادت کے لئے کمر بستہ ہو جاتے تھے اور گھر والوں کو بھی جگایا کرتے تھے اور شب بیداری فرماتے تھے (بخاری و مسلم) لیکن قرآن کے لئے شبینہ کا انعقاد اور حفّاظ سے اجرت پر قرآن پڑھوانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

قرآن سے عملیات:

کسی شخص کو ہلاک کرنے یا کسی گروہ کو نقصان پہنچانے کی نیت سے چالیس مرتبہ سورہ یٰسین پڑھنا۔ تعجب ہے کہ ایسے لوگوں کے ذہن سے یہ بات کیسے غائب ہوگئی کہ اللہ نے قرآن کو ''شفا'' اور ''رحمت'' بنا کر بھیجا ہے اور جس کے قلب اطہر پر قرآن کو نازل فرمایا تھا اس کو ''رحمت للعالمین'' بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ قرآن اس لئے نہیں

نازل ہوا ہے کہ ہم اس سے بدبختی حاصل کریں، ہمیں افسوس ہے کہ جہلاء قرآن کو کہاں کہاں اور کیسے کیسے غلط کاموں کے لئے استعمال کررہے ہیں۔قرآن کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کو جس کام کے لئے چاہو استعمال کرو۔ وہ سب کام کے لئے مفید ہے۔ یہ عقیدہ باطل اور کذب ہے اور سورۂ یٰسین کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جس مقصد کے لئے پڑھی جائے گی وہ مقصد پورا ہوگا، نہایت لغو اور غلط ہے۔آنحضرت ﷺ کی طرف ایسی باتوں کا منسوب کرنا بھی کذب وافتراء ہے۔

سورۂ کہف کی تلاوت کا مخصوص طریقہ:

جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے مسنون ہے۔ البتہ اس کے پڑھنے کی کوئی مخصوص کیفیت نہیں بیان فرمائی گئی ہے، بلکہ ہر مسلمان مرد اور عورت کو الگ الگ اپنے طور پر پڑھنا چاہئے۔لیکن اب اس کے پڑھنے کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن ایک قاری مصلیوں کے سامنے تلاوت کردیتا ہے اور لوگ اس کو سنکر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ سورۂ کہف کی سنت ادا ہوگئی، حالانکہ سورۂ کہف کی تلاوت کا یہ طریقہ کہیں بھی احادیث میں نہیں بتایا گیا، بلکہ یہ نوایجاد و بدعت ہے جس سے قطعی طور پر بچنا چاہئے اور سب کو فرداً فرداً اس کی تلاوت کرنی چاہئے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ﴿**مَن قَرَاَ العَشرَ الاَوَاخِرَ مِن سُورَةِ الكَهفِ عُصِمَ مِن فِتنَةِ الدَّجَّالِ**﴾ (مسند احمد، مسلم، نسائی)

ترجمہ: جس نے سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں تلاوت کیں، وہ دجال کے فتنے

سے محفوظ کیا جائے گا۔

اسی طرح سورہ الملک کا ایک ہی آواز میں سب کامل کر پڑھنا جیسا کہ ''جماعت خلوتیہ'' کا طریقہ ہے۔اس مخصوص طریقہ پر سورۂ تبارک کی تلاوت صریح بدعت ہے۔

ویسے فی نفسہٖ سورۂ الملک کی تلاوت سنت ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''قرآن کی ایک سورہ نے جس کی تیس آیات ہیں ،ایک شخص کی شفاعت کی اور وہ بخشا گیا اور وہ سورہ ''**تَبَارَکَ الَّذِی بِیَدِہِ المُلکُ**'' ہے۔

''الفاتحہ'' کی بدعت:

نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کی ارواح کو ایصال ثواب کے لئے فرض نمازوں کے بعد ''الفاتحہ'' پڑھنا اس عقیدے کے ساتھ کہ ان نفوس قدسیہ کی روحوں کو سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے نتیجے میں یہ پڑھنے والے حضرات کے مرنے کے بعد اس کے غسل اور قبر میں سوال کے وقت موجود رہیں گے،افسوس یہ کتنی صریح جہالت اور گمراہی ہے جس کی نہ کوئی سند ہے نہ دلیل ، ایسے لوگوں کی عقلوں پر تو خود ماتم کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح نماز کے بعد نماز سے فارغ ہوتے ہی فاتحہ پڑھنے کا رواج ہے اور کہیں کہیں نماز جمعہ سے فارغ ہوتے ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے فاتحہ پڑھنا بھی بدعت ہے ۔ اسی طرح قبر یا کسی قبہ سے گذرتے وقت قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو جانا اور ہاتھ اُٹھا کر قبر اور قبہ والے کے لئے فاتحہ پڑھنا اور پھر صاحب قبر

ہی سے مدد مانگنی، نیز دفن کے بعد قبرستان سے نکلتے وقت چالیس قدم کے بعد ''الفاتحہ'' پڑھنا، نیز عام مسلمان مردوں کی روحوں کو ثواب پہنچانے کے لئے فاتحہ پڑھنا جہل وبدعت ہے۔

سواری روانہ ہونے کے وقت الفاتحہ کی بدعت:

ریل یا ہوائی یا بحری جہاز کے روانہ ہوتے وقت اولیاء اللہ کے لئے کچھ لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں تاکہ وہ سفر میں مسافر کی حفاظت کریں، حالانکہ یہ کھلی ہوئی جہالت بلکہ ضلالت اور شرک ہے۔

مشروع طریقہ یہ ہے کہ سفر کے لئے نکلتے وقت خود کو اور اولاد و مال کو اللہ کے حوالے کر دیا جائے اور غیر اللہ سے ہرگز مدد وحفاظت کی درخواست نہ کی جائے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ﴿**إذَا سَألتَ فَاسألِ اللّٰهَ وَإذَا استَعَنتَ فَاستَعِن بِاللّٰهِ وَاعلَم اَنَّ الاُمَّةَ لَوِ اجتَمَعَت عَلیٰ اَن يَنفَعُوکَ بِشَیءٍ لَم يَنفَعُوکَ إلاَّ بِشَیءٍ قَد کَتَبَهُ اللّٰهُ لَکَ، وَلَوِ اجتَمَعُوا عَلیٰ اَن يَضُرُّوکَ بِشَیءٍ لَم يَضُرُّوکَ إلاَّ بِشَیءٍ قَد کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيکَ رُفِعَتِ الاَقلامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ**﴾ (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: جب سوال کرو تو اللہ سے کرو، جب مدد مانگو تو اللہ سے مانگو اور یقین رکھو کہ اگر ساری امت متحد ہو جائے کہ تم کو ذرا بھی فائدہ پہنچا دے تو جتنا اللہ نے فائدہ پہنچانا مقرر کیا ہے اس سے کچھ بھی زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر سب لوگ مل کر

چاہیں کہ تم کو ذرا بھی نقصان پہنچا دیں تو جتنا اللہ نے لکھا ہے اس سے زائد نہیں پہنچا سکتے۔قلم اُٹھا لئے گئے اور صحیفے خشک کر دیئے گئے۔

اسی طرح مروجہ ''الفاتحہ'' بے اصل اور من گھڑت ہے۔اس کے بدعت اور ضلالت ہونے میں صرف انہیں کو تامل اور تذبذب ہوسکتا ہے جو تقلید وشخصیت پرستی کے شکار ہوں گے۔

قرآن کی تعویذ:

قرآن کی تعویذ بنا کر اس کا کچھ حصہ لکھ کر نظر بد سے بچنے کے لئے بچوں یا بڑوں کے گردن میں لٹکانا یا موٹر کار پر لٹکانا بھی بدعت ہے۔اس سلسلے میں مشروع اور مسنون یہ ہے کہ سونے کے وقت آیۃ الکرسی اور معوذتین یا احادیث میں جو دُعائیں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان کو پڑھا جائے اسی طرح سورۃ الم نشرح کاغذ پر لکھ کر دوکانوں پر لٹکانا تاکہ اس کی برکت سے گاہک زیادہ آئیں، حالانکہ چاہئے تو یہ کہ دوکاندار اپنے گاہکوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور حسن معاملہ اختیار کریں،سچائی اور حسن خلق کے ساتھ بے مناسب دام بڑھانے سے بھی پرہیز کریں تو گاہک خود بخود کھینچ کر آئیں گے۔رہی تعویذ تو آپ ﷺ نے تعویذ لٹکانے سے منع فرمایا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿مَن عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَد اَشرَکَ﴾ (مسند، حاکم)

ترجمہ: جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

قبروں پر نذ و ذبیحہ وختم قرآن کی بدعت:

قبروں پر مردوں کی برسی کے دن ختم قرآن کرانا، اور جانور ذبح کر کے قرآن خوانی اور برسی کی تقریب میں شریک ہونے والوں کو کھانا کھلانا، اور قبر پر نقد روپے پیسے کی شکل میں نذر پیش کرنا اور ان سب اعمال کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ صاحبِ قبر ان چیزوں سے خوش ہو کر ہمیں فائدہ پہنچائیں گے اور ہمیں نقصان سے بچائیں گے اور یہ کہ صاحبِ قبر ہدایا کو قبول فرماتے ہیں، سخت بدعت بلکہ شرک ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے:

﴿مَلعُونٌ مَن ذَبَحَ لِغَيرِ اللّٰهِ﴾ (مسلم)

ترجمہ: جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا وہ ملعون ہے۔

نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کے لئے شرک ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں گیا۔ اور دوسرا ایک مکھی کے سبب جہنم میں گیا، لوگوں نے سبب پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پچھلی امت میں دو لوگ سفر کرتے ہوئے ایک استھان کے پاس سے گذرے جہاں ایک بت تھا۔ مجاوروں نے دونوں کو کچھ نذر پیش کرنے کی تاکید کی اور دھمکی دی کہ کچھ بھی پیش کرنا ضروری ہے، چاہے ایک مکھی ہی سہی، ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے، ایک شخص نے ڈر کے مارے مکھی بُت پر بھینٹ چڑھا دی جس کے سبب وہ جہنم میں گیا، دوسرے نے مکھی بھی نذر کرنے سے انکار کیا تو اسے شہید کر دیا گیا جس کے سبب وہ جنت میں داخل

ہوا۔ (مسلم)

خاتمہ

الحمد اللہ قرآن خوانی اور ایصال ثواب کی مروجہ بدعات پر یہ مختصر رسالہ نہایت جامع اور مدلل صورت میں پیش ہوکر علمی طبقوں میں مقبول ہو چکا ہے۔ موضوع کی اہمیت اور رسالے کی افادیت کے پیش نظر ضروری تصحیح وترمیم کے بعد اسے دوبارہ ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو مؤلف کی نجات اور ناظرین کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

مختار احمد ندوی

مدیر الدار السّلفیہ، ممبئی